

بسم الله الرحمن الرحيم

نظام اسلام سے مقاصد کے حصول

(حلقہ 16)

"قرآن کے اللہ کی طرف سے ہونے کا ثبوت (حصہ دوم)"

(عربی سے ترجمہ)

کتاب "نظام اسلام" سے

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو عظیم فضل اور برکتوں کا مالک ہے، جو عزت اور شرف عطا فرماتا ہے، وہی وہ بنیاد ہے جسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، وہ عظمت ہے جسے کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور درود و سلام ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر، جو تمام انسانوں میں بہترین فرد ہیں، عظیم رسولوں کی مہر ہیں، اور ان کے خاندان (رضی اللہ عنہم) اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر، اور ان کے ان عظیم پیروکاروں پر جو اسلام کے نظام پر عمل پیرا ہوئے اور اس کے احکام پر پوری پابندی سے عمل کرتے رہے۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما، ہمیں ان کی صحبت میں جمع فرما، اور ہمیں طاقت عطا فرما یہاں تک کہ ہم اس دن آپ سے ملاقات کریں جب قدم پھسل جائیں گے، اور وہ دن بڑا ہولناک ہو گا۔

اے مسلمانو:

"بلوغ المرآم من کتاب نظام الاسلام" کے عنوان کی اس کتاب میں جتنی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے، ہم آپ کے ساتھ کئی نشستیں کریں گے۔ ہماری یہ سولہویں قسط ہے، جس کا عنوان ہے "قرآن کے اللہ کی طرف سے ہونے کا ثبوت"۔ اس قسط میں ہم اس بات پر غور کریں گے جو کتاب 'نظام اسلام' کے صفحہ 13، 14 اور 15 پر عالم اور سیاسی مفکر شیخ تقی الدین النہبائی نے بیان کی ہے۔

شیخ نہبائی، اللہ ان پر رحم فرمائے، نے فرمایا: "جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قرآن اللہ جل جلالہ کی طرف سے ہے، یہ بات معروف ہے کہ قرآن ایک عربی کتاب ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے لائی گئی ہے۔ اس لیے یہ یا تو عربوں کی طرف سے ہے، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، یا پھر اللہ جل جلالہ کی طرف سے۔ یہ ان کے علاوہ کسی اور کی طرف سے نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ زبان اور اسلوب دونوں میں عربی ہے۔"

اللہ (بحمدہ وتعالیٰ) نے فرمایا: (حم) (1) تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (2) كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (3) بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ (4) "حامیم (1)۔ یہ (قرآن) نہایت مہربان اور رحمن کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ (2) یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کو مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں قرآن ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ (3) خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے، مگر ان میں سے اکثر منہ موڑ لیتے ہیں، لہذا وہ سنتے نہیں (4)۔" (سورہ فصلت)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 (حم) ﴿١﴾ نَزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ  
 الرَّحِيمِ ﴿٢﴾ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا  
 لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ  
 أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ. (فصلت ١-٤)

اگر ہم جھوٹے نبی مسیلمہ کو جو ابده ٹھہرانا چاہیں، تو کہہ سکتے ہیں کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کیا اور قرآن کی برتری اور معجزانہ حیثیت کو مانا۔ تاہم، اس نے نبوت کے تصور کو اپنے اوپر لاگو کر کے اسے نقصان پہنچایا۔ مزید یہ کہ، اس نے قرآن کے معجزانہ کمال کو کم تر دکھانے کی کوشش کی، جیسا کہ اس کے اپنے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے، جو دراصل قرآن کی برتری اور مسیلمہ کے جھوٹے دعویٰ کو واضح کرتے ہیں۔ اس تناظر میں، میں کچھ مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں جو مسیلمہ نے اپنے خود ساختہ "قرآن" میں لکھی ہیں۔ وہ کہتا ہے:

"پینے والوں کی قسم جو پیتے ہیں، اور ملانے والوں کی قسم جو ملاتے ہیں، اور پکانے والوں کی قسم جو پکاتے ہیں۔" وہ یہ بھی کہتا ہے:

"اے مینڈک، دو مینڈکوں کی بیٹی، صاف ہو جا جیسے کہ تو صاف ہوتی ہے۔ تیرا اوپری حصہ پانی میں ہے اور نچلا حصہ کیچڑ میں۔ اور عجائب میں سے ایک کالی بھیڑ ہے جو سفید دودھ دیتی ہے!" یہ جملے واضح کرتے ہیں کہ اس کے گھڑے ہوئے کلام اور قرآن کی حقیقی خوبصورتی اور حکمت میں کتنا واضح فرق ہے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ مسیلمہ کے کلام کی بے وقوفی اور اس کی باتوں میں فصاحت کی کمی لوگوں پر واضح ہو چکی ہے؟ کیا ہم ایسے کلام کو فصیح قرار دے سکتے ہیں؟ عقل سلیم ایسے کلام کو قرآن سے کسی بھی موازنے کے لائق نہیں سمجھتی اور اسے بے وزن قرار دیتی ہے، چاہے اس بے ہودہ بات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، جبرائیل (علیہ السلام) کے واسطے اور قرآن کی عظمت کا اعتراف بھی شامل ہو!

پھر مسیلمہ کی باتوں میں پڑنے کی کیا ضرورت؟ آئیں، مکہ کے فصیح و بلیغ لوگوں کی بات سنیں، جو شاعروں اور خطیبوں کے کلام کے اصل نفاذ تھے اور اسلام، اس کی دعوت اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالف تھے۔

آئیں، دیکھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ قریش کے تین کافر— ابو جہل، ابوسفیان، اور عتبہ بن ربیعہ— رات کی تاریکی میں کعبہ کے ارد گرد آکر چھپ گئے تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دلکش آواز میں قرآن کی تلاوت سن سکیں جو دلوں کو متاثر کر رہی تھی۔

وہ طے کر کے اکٹھے نہیں آئے تھے؛ بلکہ ہر ایک تنہا آیا۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت ختم کی، تو وہ واپس جانے لگے، مگر مشترکہ راستے میں مل گئے اور حیران تھے کہ وہ اپنے دشمن سے قرآن سننے کیسے پہنچ گئے؟ انہیں وہاں کیا لے آیا؟ اور قریش کے نادانوں کا سامنا کیسے کریں گے؟ اگر یہی حال رہا تو اسلام ہر دروازے تک پہنچ جائے گا اور ہر دل پر اثر کرے گا! انہوں نے عہد کیا کہ دوبارہ نہیں آئیں گے، مگر ہر ایک نے دل میں سوچا: "میرے ساتھی نہیں آئیں گے، مگر میں تنہا جا کر قرآن سنوں گا۔" وہ دوسری رات واپس آئے اور پہلے دن جیسا ہی کیا۔ تلاوت سننے کے بعد پھر مشترکہ راستے میں مل گئے اور عہد کیا کہ اب نہیں آئیں گے، مگر تیسرے دن پھر واپس آئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کی تلاوت سننے کے لیے، باوجود دشمنی، سختی اور ضد کے، پھر جمع ہو گئے۔ اس بار انہوں نے کعبہ کی قسم کھائی کہ اب نہیں آئیں گے، اور واقعی اس کے بعد نہیں آئے۔

اب ہمیں رک کر سوال کرنا چاہیے: یہ لوگ قرآن کے چیلنج کے باوجود وہاں کیوں گئے کہ کچھ اس جیسا بنا کر لائیں؟ کیا وہ مخالفت میں گئے تھے یا سننے کے لیے؟ کیا وہ تعریف کرنے گئے تھے یا انکار اور غصے میں؟

میرا یقین ہے کہ وہ قرآن کی معجزانہ عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے وہاں گئے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا، تو انہیں دوبارہ سننے سے روکنے کے لیے کعبہ کی قسم کھانے کی ضرورت کیوں پیش آتی؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پر ایمان اس لیے نہیں لائے کیونکہ وہ قیادت اور اقتدار کی خواہش رکھتے تھے، نہ کہ قرآن کو سمجھنے میں ناکام تھے۔ قرآن نے ان کے دلوں کو اپنی تاثیر سے مسحور کر دیا تھا، ان کی روحوں کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا، اور ان کے دلوں میں تعریف اور مزید سننے کی شدید تمنا پیدا کر دی تھی۔

یہ بات ایک روایت سے ثابت ہوتی ہے جو البیہقی کی کتاب "شعب الایمان" میں عکرمہ کے ذریعے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے آئی ہے کہ ولید بن المغیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور قرآن سن کر اس کے دل میں نرمی آئی۔ یہ بات ابو جہل تک پہنچی، تو اس نے ولید سے کہا، "اے بچھا، تمہارے لوگ تمہارے لیے مال جمع کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔" ولید نے پوچھا، "کیوں؟" ابو جہل نے جواب دیا، "تاکہ وہ تمہیں مال دیں، کیونکہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرنے کے لیے گئے ہو۔" ولید نے کہا، "قریش جانتے ہیں کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔" ابو جہل نے پھر مشورہ دیا، "اس کے خلاف کچھ بولو تاکہ تمہاری قوم جان سکے کہ تم اسے رد کر رہے ہو یا تمہیں اس سے نفرت ہے۔" ولید نے پوچھا، "کیا کہنا چاہیے؟" پھر ولید نے کہا، "اللہ کی قسم، تم میں سے کوئی بھی شخص شاعری کو مجھ سے بہتر نہیں جانتا، لیکن میں اس کے کلام کو نہ تو شاعری سے موازنہ کر سکتا ہوں اور نہ ہی جنات کے کلام سے۔ اللہ کی قسم، اس کے کلام میں ایک ایسی شیرینی ہے جو دلوں کو مسحور کر دیتی ہے، اور یہ نہایت فصیح ہے۔ اس کا اثر اوپر تک پہنچتا ہے اور نیچے تک بہتا ہے۔ یہ بلند ہوتا ہے اور کبھی نہیں گرتا، اور جو کچھ اس کے نیچے ہے اسے جیت لیتا ہے۔ یہ انسانوں کا کلام نہیں ہے۔" یہ گواہی ایک کافر قریشی کی طرف سے ہے، جو دل سے قرآن کی تاثیر کو تسلیم کرتا ہے اور اس کے کمال کا اعتراف کرتا ہے، جو قرآن کی حقیقت اور اس کے اثرات کا زبردست ثبوت ہے!

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ قریش کے درمیان قرآن ایسی طاقت رکھتا تھا جو دلوں اور دماغوں کو مسحور کر دیتی تھی۔ اسی لیے انہوں نے ابن الدغنے سے کہا، جس نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو پناہ دے رکھی تھی، کہ وہ ابو بکر کو اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے روکے کیونکہ ابو بکر اس کے صحن میں قرآن پڑھتے تھے۔ قریش کو یہ خوف تھا کہ یہ قرآن ان کے بیٹوں، غلاموں، اور عورتوں کو گمراہ کر دے گا۔ یہ خوف کہاں سے آیا؟ جب کہ وہ خود فصاحت اور بلاغت کے ماہر تھے؟ کیا یہ خوف قرآن کی فصاحت اور بیان میں برتری کے ان کے اعتراف کی نشاندہی نہیں کرتا؟ کیا یہ قرآن کی معجزانہ نوعیت کا گہرا شعور نہیں ہے؟ یہ خوف کیسے نہ ہو جب قرآن انہیں اس چیلنج کے ساتھ

مخاطب کرتا ہے کہ اس جیسی کوئی چیز پیش کرو، اور یہ چیلنج دن رات ان کے کانوں میں گونجتا ہے، ان کے دماغوں کو چھوتتا ہے؟

اے مومنو!

ہم اس قسط کو یہاں ختم کرتے ہیں۔ آپ سے ہماری اگلی ملاقات ان شاء اللہ اگلی قسط میں ہوگی۔ تب تک، اور جب تک ہم آپ سے دوبارہ ملیں، آپ اللہ کی حفاظت، سلامتی اور امان میں رہیں۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اسلام کے ذریعے عزت بخشے، اسلام کو ہمارے ذریعے عزت عطا کرے، ہمیں اپنی مدد عطا کرے، ہمیں مستقبل قریب میں خلافت کے قیام کا مشاہدہ کرنے کی خوشی عطا کرے، اور ہمیں اس کے سپاہیوں، گواہوں اور شہداء میں شامل کرے۔ بے شک وہی محافظ اور اس پر قادر ہے۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔